QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

ملفوظاتِ شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ میں تزکیۂ نفس اور طہارت کا تصور

The Concept of Self-Purification and Spiritual Purity in the Teachings of Sheikh Sharafuddin Yahya Munyeri

حواء

ایم فل علوم اسلامیہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

ای میل:Hawabhatti464@gmail.com

ڈاکٹر محمود احمد

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ عربی و علوم اسلامیہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد(Corresponding Author)

ایم میل: mahmood.ahmad@gcuf.edu.pk

Abstract

*This study examines the concept of self-purification (*tazkiyah al-nafs*) and spiritual purity in the teachings of Sheikh Sharafuddin Yahya Maneri. It highlights his view of the* nafs *as the main barrier to spiritual growth and discusses its three stages:* ammarah, lawwamah, *and* mutma'innah. *The article explores the deceptive nature of the* nafs *and emphasizes the need for spiritual discipline, humility, and moderation within the bounds of Islamic law.*

It also analyzes the broader concept of taharah, *extending beyond physical cleanliness to include inner purification of the heart and character. The study underscores the importance of balancing outward practices with inward reform and stresses the necessity of guidance from a qualified spiritual mentor. Ultimately, it concludes that true spiritual success lies in controlling the* nafs *and achieving inner purity in accordance with Shariah.*

Keywords: *Sheikh Sharafuddin Yahya Maneri, Malfūẓāt, Tazkiyah al-Nafs, Ṭahārah, Nafs, Tasawwuf.*

تمہید:

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو انسان کی ظاہری و باطنی دونوں اصلاح کو بنیادی اہمیت دیتا ہے۔ اس دین میں نہ صرف جسمانی طہارت کو عبادات کی صحت کے لیے لازم قرار دیا گیا ہے، بلکہ روحانی پاکیزگی، یعنی نفس کی تزکیہ، کو بھی انسان کی حقیقی فلاح اور قربِ الٰہی کی بنیاد سمجھا گیا ہے۔ شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری کے نزدیک نفس انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے، اور اس کی مختلف اقسام اور فریب و خواہشات سے نمٹنے کا علم ہی انسان کو اخلاقی بلندی اور روحانی سکون کی طرف لے جاتا ہے۔ اسی تناظر میں ہم نفس کی اقسام، اس کے مکر و فریب، اور طہارت و تزکیہ کے مراحل پر روشنی ڈالیں گے۔

نفس کی تعریف:

شیخ شرف الدین احمد یحیی منیری سے پوچھا گیا کہ نفس کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا، "اہلِ طریقت فرماتے ہیں کہ نفس ایک لطیفہ ہے، جسے آدمی کے قالب میں رکھا گیا ہے اور یہ تمام مہلک صفات اور برے خصائل کا محل ہے، اور نفس سے زیادہ برا انسان کا کوئی دشمن نہیں ہے"۔[1]

---

[1]۔ زین بدر عربی، مغز المعانی، مترجم: مولانا عابد چشتی، ص:124

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

نفس کی اقسام:

عام طور پر لوگ اسی بات کے قائل ہیں کہ نفس کے تین اقسام ہیں، نفس مطمئنہ، نفس امارہ اور نفس لوامہ، اور اس بات کا استدلال قرآن پاک کی ان آیات سے کرتے ہیں:

"يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ"[1]

(اے نفس مطمئنہ، اپنے رب کی طرف لوٹ چل)

"لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ"[2]

(میں قیامت کی قسم کھاتا ہوں اورنفس اللو امۃ کی قسم کھاتا ہوں)

"إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ"[3]

(بے شک نفس امارہ بری بات کا حکم کرتا ہے)

نفس لوامہ:

نفس لوامہ کی تشریح میں اختلاف پایا جاتا ہے، ایک جماعت کا کہنا ہے کہ نفس لوامہ وہ ہے جو کسی ایک حالت میں بر قرار نہ رہے، یعنی یہ اپنے رنگ بدلتا رہتا ہے، کبھی خوش ہوتا ہے، کبھی غمگین، کبھی محبت کرنے والا بن جاتا ہے اور کبھی دشمن، کبھی پرہیز گار بن جاتا ہے، کبھی فسق وفجور کرنے لگتا ہے، کبھی ذکر کرتا ہے اور کبھی غافل ہو جاتا ہے۔[4] ایک گروہ کا کہنا ہے کہ نفس لوامہ وہ نفس ہے جو گناہ پر ملامت کرتا ہے۔ دوسرے گروہ کا کہنا ہے کہ لوامہ "لوم" سے نکلا ہے، "لوم" مومن اور شقی دونوں کے لیے ہے، نیک ہو یا بد، دونوں ہی اپنے نفس کو ملامت کرتے ہیں، البتہ نیک بخت، اللہ کی معصیت اور اس کی اطاعت کے ترک پر نفس کو ملامت کرتا ہے، اور بد بخت آدمی نفسانی خواہشات کے فوت ہونے پر اپنے نفس کو ملامت کرتا ہے۔

ایک طائفہ کا کہنا ہے کہ یہ لوم قیامت کے لیے ہو گا، کیونکہ اس دن ہر آدمی اپنے نفس کو ملامت کرے گا، گناہ گار اپنی گناہ "گاری پر، اور نیک کار کم نیکی پر"۔

یہ تمام اصول اپنی جگہ پر درست ہیں، نفس لوامہ ان تمام صفات سے متصف ہے اور اسی اعتبار سے اس کا نام لوامہ رکھا گیا ہے۔[5]

نفسِ امارہ:

نفسِ امارہ انسان کا بدترین دشمن ہے، یہ برائی کا حکم دیتا ہے اور یہی اس کی طبیعت ہے۔[6] اس حوالے سے قرآن پاک میں آیا ہے:

وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ[7]

(میں اپنے نفس کو پاک نہیں ٹھہراتی، نفس برائی کا حکم کرنے والا ہے، اِلا یہ کہ میرا رب رحم فرمائے۔ بے شک میرا رب غفور ورحیم ہے)

---

[1] ۔ الفجر، 89:27

[2] ۔ القیامہ، 2-75:1

[3] ۔ یوسف، 12:53

[4] ۔ ابن قیم، صفات نفس، مترجم: مولانا قاضی اطہر مبارکپوری، یوپی انڈیا: قاضی اطہر اکیڈمی الجامعہ الحجازیہ، 2015ء، ص: 31

[5] ۔ ایضاً، ص: 32

[6] ۔ ایضاً، ص: 33

[7] ۔ یوسف، 12:53

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

نفسِ مطمئنہ:

نفسِ مطمئنہ وہ ہے کہ جب انسان گناہ کو چھوڑ دیتا ہے، ریاکاری سے باز آجاتا ہے، جھوٹ چھوڑ دیتا ہے، سچائی کو اپنا لیتا ہے، عاجزی اختیار کرتا ہے اور اپنے رب کے آگے جھک جاتا ہے تو وہ اطمینان حاصل کر لیتا ہے، اور یہی بیداری نیکی کی پہلی کنجی ہے۔[1]

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ[2]

(وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں، آگاہ ہو جاؤ، اللہ کے ذکر کے ساتھ ہی دل مطمئن ہوتے ہیں)

شیخ منیری کے نزدیک نفس:

شیخ منیری کے ملفوظات میں نفس کا تصور بہت اہم ہے۔ ان کے نزدیک نفس انسانی روحانی ارتقا میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے، اور سلوک و تصوف میں کامیابی کا راز نفس کی مخالفت، تزکیہ اور مجاہدہ میں مضمر ہے۔

نفس کا مکر و فریب:

نفس کے مکر و فریب کے بارے میں بات کرتے ہوئے شیخ منیری فرماتے ہیں کہ نفس کبھی بھی ریاضت و مجاہدہ اور بندگی و اطاعت کا حکم نہیں دیتا، بلکہ اسی چیز کا حکم دیتا ہے جس کی اسے خواہش ہوتی ہے۔ اگر ریاضت و عبادت کا حکم دیتا بھی ہے تو اس کے پیچھے بھی اس کا مکر و فریب چھپا ہوا ہے۔ اس کی مثال دیتے ہوئے کہا: اگر ایک شخص ریاضت و مجاہدہ کرتا ہے، تنہائی اختیار کرتا ہے، دن میں روزہ رکھتا ہے، رات کو قیام کرتا ہے تو نفس اس کے دل میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ تم خانہ کعبہ کے سفر پر جاؤ گے، تو ہزاروں علماء سے ملو گے، زیارتیں کرو گے، مختلف اولیاء سے ملاقات کا شرف حاصل ہو گا۔ اس مکر و فریب کے ذریعے وہ اسے گوشہ نشینی سے باہر لانا چاہتا ہے۔ انسان سفر اختیار کرے گا تو کسی کو ہمراہ ضرور لے گا، جس سے خلوت ختم ہو گی۔ سفر کرے گا تو روزہ نہ رکھ سکے گا، اور دن بھر سفر کی تھکاوٹ کی وجہ سے رات کو قیام نہ کر سکے گا۔ پھر فرمایا: دیکھو، نفس نے اپنے اس حکم میں کس قدر مکر و فریب چھپا رکھے تھے۔[3]

چاہت نفس:

انسان کے سامنے جب اس کی کوئی پسندیدہ چیز آتی ہے تو خود بخود انسان اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے، مثلاً کسی کے سامنے اس کی پسندیدہ کھانے کی چیز رکھ دی جائے تو وہ فوراً اسے کھانا چاہے گا۔

شیخ منیری چاہت نفس کے بارے میں بات کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس کا علاج یہ ہے کہ انسان فوراً نہ کھائے، بلکہ تب کھائے جب رغبت باقی نہ رہے۔ اسی مناسبت سے ایک واقعہ ذکر کرتے ہیں کہ ایک بزرگ مزدوری کے لیے کھڑے تھے، ایک شخص نے بازار سے لکڑیاں خریدیں، اب اسے کسی لکڑی اٹھانے والے کی ضرورت محسوس ہوئی، اس نے حمال کی صدا لگائی تو وہ بزرگ دوڑے آئے اور کہا میں بوجھ اٹھانے والا ہوں، اور لکڑیاں اٹھا کر ان کے ساتھ گھر چل پڑے۔ جب اس شخص کے گھر پہنچ کر لکڑیاں رکھیں تو دیکھا روٹیاں پک رہی ہیں، تو بزرگ کا کھانے کو دل کیا، لیکن منہ پھیر کر واپس چلے گئے۔ آدمی نے اپنے بیٹے کو روٹی دے کر بزرگ کے پیچھے بھیجا، لیکن بزرگ نے لینے سے انکار کر دیا۔ دوسری دفعہ وہ آدمی خود روٹی لے کر گیا اور بزرگ کو دی تو انہوں نے کھا لی۔ پہلی دفعہ نفس کی رغبت کی وجہ سے لینے سے انکار کر دیا، جبکہ دوسری دفعہ وہ رغبت باقی نہ رہی، اس لیے روٹی لے لی۔[4]

---

[1]۔ ابن قیم، صفات نفس، ص:26

[2]۔ الرعد، 13:28

[3]۔ زین بدر عربی، کنز المعانی، 232-233

[4]۔ ایضاً، ص:243-244

یعنی انسان کو چاہیے کہ وہ چاہت نفس پر قابو پانا سیکھے۔ اگر انسان نفس کی ہر بات مانتا چلا گیا تو نفس اس کے تابع نہیں، بلکہ وہ خود نفس کے تابع ہو جائے گا، اور پھر نفس اس سے جس برائی کا چاہے ارتکاب کروائے گا۔

نفس کی تعریف و توصیف:

شیخ منیری کہتے ہیں توحید کا تقاضہ یہ ہے کہ اللہ کی حمد وثناء بیان کی جائے، اس کا حکم مانا جائے، لیکن نفس کا فر چاہتا ہے کہ اس کی تعریف کی جائے اور مخلوق سے اس کا مطالبہ کرتا ہے۔ فرمایا: فرعون نے نفس کی پیروی کی اور اپنے اندر صفات کا دعویٰ کیا اور کہا میں خدا ہوں۔ یہ صفات صرف فرعون میں نہ تھیں بلکہ بہت سے لوگوں میں ہیں، لیکن وہ اس وجہ سے خدائی کا دعویٰ نہیں کرتے کہ کہیں انہیں قتل نہ کر دیا جائے۔ فرمایا: کافر کو تلوار سے، شیطان کو لاحول پڑھ کر بھگایا جا سکتا ہے، لیکن نفس ایسا دشمن ہے کہ اسے بھگانے کا کوئی نسخہ نہیں ہے، اور کوئی بھی آج تک اس کے شر سے محفوظ نہیں رہ سکا۔ خدا کے علاوہ کسی میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ نفس کو قابو کر سکے۔ انسان اگر ایک لمحہ کے لیے نفس سے دوستی کرتا ہے تو وہ ہزار بت اس کے سامنے لا کھڑا کرتا ہے۔[1]

یعنی نفس انسان کو اس کی نظر میں بڑھا کر دکھاتا ہے، انسان کو اس بات پر اکساتا ہے کہ وہ اپنی بڑائی کا دعویٰ کرے۔ نفس کے فریب میں آکر انسان خود کو اعلیٰ اور دوسروں کو کم تر سمجھنے لگتا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ فرعون نے خدائی کا دعویٰ کر دیا۔ انسان نفس کی پیروی میں خواہشات کو اپنا معبود بنا لیتا ہے، اور نفس کی مانتا چلا جاتا ہے۔

نفس کا علاج:

شیخ منیری کہتے ہیں کہ ریاضت و مجاہدہ کے ذریعے نفس کو قابو کیا جا سکتا ہے، لیکن یہ سفر کسی مرشد کی رہنمائی کے بغیر طے نہیں کیا جا سکتا۔[2] یعنی اگر انسان اپنے نفس کو پاک کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ کسی شیخ کی صحبت میں ریاضت و مجاہدہ کرے، لیکن اگر انسان بغیر کسی شیخ کی رہنمائی کے نفس پر قابو پانا چاہتا ہے تو یہ ناممکن سی بات ہے۔ نفس پر قابو پانے کا ایک طریقہ عاجزی وانکساری اختیار کرنا ہے۔

حضرت سلیمان کے بارے میں بات کرتے ہوئے شیخ منیری فرماتے ہیں کہ اس قدر سلطنت اور بادشاہی کے باوجود حضرت سلیمان فقیروں کے پاس بیٹھتے اور فرماتے: "ایک مسکین دوسرے مسکین کے پاس بیٹھا ہوا ہے"۔

حضرت سمنون سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے اس روحانی ترقی کا راز کیا اور کس کے ذریعے پایا؟ فرمایا مردہ دل کو زندہ" اور زندہ نفس کو مار کر"۔[3]

تزکیہ کا نتیجہ:

شیخ منیری فرماتے ہیں کہ تزکیہ نفس کے نتیجہ میں انسان کے دل کی تہہ سفید کپڑے کی طرح ہو جاتی ہے، جس پر ذرا سا نشان بھی نظر آتا ہے۔ اور اگر انسان کے دل میں کوئی خیال آتا ہے تو وہ فوراً اس کی نظروں میں آ جاتا ہے، اور اگر کپڑا کالا ہو تو اس پر چاہے جتنی سیاہی پڑ جائے نظر نہیں آتی۔

یعنی تزکیہ نفس کے ذریعے انسان پاکیزگی حاصل کر لیتا ہے اور اچھے اور برے میں فرق کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ وہ نفس کے فریب کو اچھے سے پہچان جاتا ہے، لیکن اگر انسان اپنا تزکیہ نہ کرے تو جس طرح کالے کپڑے پر نشان نظر نہیں آتے، اسی طرح انسان کو بھی اپنے برے اعمال نظر آنا بند ہو جاتے ہیں اور وہ نفس کا غلام بن کر رہ جاتا ہے۔

نفس کا حجاب:

نفس کے حجاب کے بارے میں بات کرتے ہوئے شیخ منیری کہتے ہیں کہ کتابوں میں مشائخ نے چار حجاب بیان کیے ہیں، لیکن اصل حجاب یہ نفس ہی ہے۔ دنیا کے کاموں میں مشغول ہونا، شیطان کے راستے پر چلنا، لوگوں کی محبت اختیار کرنا، یہ سب نفس کی وجہ سے ہی ہے۔ اسی طرح خدا اور بندے کے درمیان

---

[1] ۔ زین بدر عربی، مغز المعانی، ص: 125-124

[2] ۔ ایضاً، ص ص: 128

[3] ۔ زین بدر عربی، مخ المعانی، ص: 261

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

سب سے بڑی رکاوٹ نفس ہے۔ خواجہ بایزید بسطامی رحمت اللہ علیہ کے واقعے کو نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے خواب میں اپنے رب سے سوال کیا کہ اے اللہ! تجھ تک پہنچنے کی راہ کیا ہے؟ تو جواب ملا نفس کو چھوڑ دو اور چلے آؤ۔

نفل نماز ترک دنیا کسی چیز کا حکم نہیں دیا، بلکہ صرف نفس کو چھوڑنے کا حکم دیا، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصل حجاب یہ نفس ہی ہے۔ اگر اس سے بڑا کوئی حجاب ہوتا تو اس کو چھوڑنے کا حکم دیا جاتا۔ فرمایا اسی لیے اہلِ طریقت خود کو ذلت و خواری اور مشقت میں ڈالتے ہیں تا کہ نفس مٹ جائے۔[1]

نفس کشی کی شرعی حد:

مجلس کے دوران حاضرین مجلس میں سے کسی نے شیخ منیری سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص نفس کشی کے لیے اپنے عضو کو کاٹ دے یا نیند کو بھگانے کے لیے ڈوری کو گردن میں ڈال کر اس سے اپنے آپ کو لٹکالے تو کیا یہ جائز ہے؟ شیخ منیری نے ان سوالوں کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ایسا کرنا ہر گز جائز نہیں ہے۔ نفس کو مارنے کے لیے اپنے آپ کو جسمانی تکلیف سے دوچار کرنا شریعت کے خلاف ہے۔

پھر اسی ضمن میں ایک واقعہ ذکر کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایک عورت نیند کو ختم کرنے کے لیے گلے میں تسمہ ڈال کر لٹکاتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس واقعے کا پتہ چلا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو منع فرمایا۔ شیخ منیری نے اس موقع پر فرمایا کہ نفس کو مارنے کے لیے ایسا طریقہ اختیار کرے جس پر قائم رہ سکے، یعنی اعتدال کی راہ اختیار کرے۔ فرمایا مشائخ عبادت بھی کرتے تھے اور آرام بھی۔[2]

یعنی نفس کو مارنے کے لیے حد سے گزر جانا شریعت کی رو کے خلاف ہے۔ انسان کو میانہ روی اختیار کرتے ہوئے اپنے نفس پر قابو پانا سیکھنا چاہیے، نہ کہ حد سے گزرتے ہوئے خود کو تکلیف میں مبتلا کر لے اور پھر اپنی حالت پر قائم نہ رہ سکے۔ نفس کو قابو کرنے کے لیے ریاضت و مجاہدہ اختیار کرے۔

طہارت:

شیخ منیری سے پوچھا گیا طہارت سے کیا مراد ہے؟ تو آپ نے فرمایا: "ان تمام چیزوں سے پاک ہونا جو بشریت سے تعلق رکھتی ہیں، جیسا کہ لذات و شہوات اور صفاتِ مذمومہ اور اخلاقِ فاسدہ کا ترک اور ان تمام چیزوں کا ترک کر دینا جو خواہشِ نفس سے تعلق رکھتی ہیں۔[3]" قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّ اللہ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ"[4]

(بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے)

طہارت کے درجے:

شیخ منیری نے احیاء العلوم میں طہارت کے چار درجے بیان کیے ہیں:

1) حدث اور نجاستوں سے ظاہری طہارت۔
2) گناہوں اور خلافِ شرع باتوں سے اعضاء و جوارح کی طہارت۔
3) صفاتِ مذمومہ یعنی برے خصائل سے باطن کی طہارت۔
4) ماسوا اللہ سے سر کی طہارت۔

---

[1]۔ زین بدر عربی، معدن المعانی، ص: 284-285

[2]۔ ایضاً، ص: 277-278

[3]۔ زین بدر عربی، مخ المعانی، ص: 194

[4]۔ البقرۃ، 2:222

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

یہ عارفوں کی قدم گاہ اور منتہیوں کا مقام ہے، اسی کو سر پاک کہتے ہیں۔[1]

ظاہر اور باطن کی طہارت:

ظاہر اور باطن کی طہارت کے بارے میں بات کرتے ہوئے شیخ منیری فرماتے ہیں کہ جیسے بدن کو لباس کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح جسم کو دل کی طہارت ضروری ہے۔ فرمایا: اگر بدن پاک نہ ہو لیکن لباس پاک ہو تو ظاہر کے اعتبار سے شرعاً نماز جائز نہ ہوگی، اسی طرح اگر دل پاک نہ ہو تو اہلِ طریقت کی رو سے نماز درست نہ ہوگی۔

پھر فرمایا: لیکن نماز ترک کرنے کی اجازت نہیں اور نہ ہی مشائخِ طریقت اس کے قائل ہیں۔ فرمایا: جو صرف اس وجہ سے نماز چھوڑ دیتے ہیں کہ ان کا دل صاف نہیں، وہ نادان ہیں، علم حاصل نہیں کرتے اور نہ یہ سمجھتے ہیں کہ شرع کا حکم حالات کے مطابق ہے۔ یعنی انسان جتنی طاقت رکھتا ہے اس کے مطابق فرائض ادا کرے، کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر پڑھے، بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتا تو لیٹ کر پڑھے۔ اسی طرح دل کی طہارت حاصل کرنے پر اسے قدرت نہیں، اس لیے جسم کی طہارت کے ساتھ ہی نماز ادا کرے اور دل کی طہارت حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

پھر فرمایا لوگ ایسی غلطیاں اس لیے کرتے ہیں جب بغیر کسی پیر کے سلوک کی راہ میں قدم رکھ لیتے ہیں۔ اگر کسی پیر کی صحبت اختیار کر لیں تو وہ ایسی غلطیوں میں نہ پڑیں۔[2]

مزید فرمایا باطن کی طہارت انسان کے بس میں نہیں۔ انسان اسے حاصل کرنے کی کوشش کر سکتا ہے لیکن اس کے بنا پر فرائض کو چھوڑ دینا غلط اور شریعت کے خلاف ہے۔ نہ ہی اہلِ طریقت نے یہ روش اختیار کی ہے اور نہ اس کا حکم دیا ہے۔ جو انسان باطن کو بنیاد بنا کر فرائض چھوڑ دیتا ہے، وہ اپنی جہالت کے سبب یہ کرتا ہے۔

ظاہری طہارت میں آسانی:

طہارت کے بارے میں بات کرتے ہوئے شیخ منیری فرماتے ہیں کہ پہلے بزرگ دل کی طہارت حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے اور طہارت کے اعلیٰ درجے پر تھے، لیکن ظاہری طہارت میں جس حد تک ہوتا، آسانی اختیار کرتے۔

صحابہ کرام ننگے پاؤں زمین پر چلتے، بغیر مصلے کے نماز ادا کرتے، ڈھلیوں سے استنجا کر لیتے۔

حضرت عمر فاروق اپنے اعلیٰ مرتبہ کے باوجود انصار کے گھڑے کے پانی سے وضو فرماتے، یعنی ظاہری طہارت میں سہولت کی روش اختیار کرتے، اور یہی روش صوفیاء نے اختیار کی ہے۔ مگر آج کل لوگ اپنی جہالت کے سبب ظاہری طہارت میں مبالغہ سے کام لیتے ہوئے حدِ علم سے باہر ہو جاتے ہیں اور اسے احتیاط کا نام دیتے ہیں۔ باطن کی پاکی ان کو میسر نہیں، لیکن حال یہ ہے کہ کپڑے اگر ذرا سے گندے ہو جائیں تو اتار دیتے ہیں، ننگے پاؤں زمین پر چلنے سے منع کرتے ہیں۔ باطن میں ان کے بغض، حسد، کینہ اور نفاق بھرا ہوا ہے۔ یہ باتیں جہالت، کم علمی اور صادقین کی صحبت سے دوری کا نتیجہ ہیں۔[3]

یعنی بجائے اس کے کہ انسان اپنے اعمال کو درست کرے، اپنے اندر کی نجاست کو دور کرے، وہ اپنے لیے اور لوگوں کے لیے مزید دشواریاں بڑھا رہا ہے۔ ظاہری طہارت میں غلو سے کام لیتے ہوئے وہ کام جن کے کرنے سے شریعت منع نہیں کرتی، خود ہی اپنے اوپر حرام کر رہا ہے، جبکہ ہمارا دین آسانی پیدا کرتا ہے۔ صحابہ کرام کا طرزِ عمل ہمارے سامنے ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے پھٹ جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلائی کر کے پہن لیتے، نہ کہ پھینک دیتے۔ لیکن آج ظاہری طہارت کے نام پر لوگ اپنے لیے خود مشکلات پیدا کر رہے ہیں، اور باطنی طہارت کی طرف ان کا رجحان نہ ہونے کے برابر ہے۔ انسان کا باطن نجاست سے بھرا پڑا ہو اور وہ ظاہری طور پر چمک دمک رہا ہو تو ایسی طہارت کا کیا فائدہ؟ شیخ منیری کہتے ہیں کہ یہ سب اہلِ علم سے دوری کا نتیجہ ہے۔

---

[1]۔ زین بدر عربی، معدن المعانی، ص:143

[2]۔ زین بدر عربی، معدن المعانی، ص:145-144

[3]۔ ایضاً، ص:150

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

طہارت کی ترتیب:

طہارت کی ترتیب بیان کرتے ہوئے شیخ منیری فرماتے ہیں: اول ظاہر کو پاک کرے، پھر حواس کی طہارت، اس کے بعد دماغ میں آنے والے خیالات سے پاکی حاصل کرے، سب سے آخر میں دل کی طرف متوجہ ہو۔ جب تک اس ترتیب پر کام نہیں کرے گا، کامیاب نہ ہوگا۔ جسم کو پاک کرنے میں اتنا ہی وقت لگتا ہے جتنا کپڑا صاف کرنے میں۔ وقت تو حواس کو پاک کرنے میں لگتا ہے؛ ناک، کان، آنکھ، زبان، ہر عضو کو حرام سے بچانا ہوتا ہے، تب جا کر حواس کی طہارت حاصل ہوتی ہے۔ پھر فرمایا: بعض مشائخ دل کی پاکی سے شروع کرتے ہیں، لیکن یہ مشکل کام ہے اور اس میں خطرہ زیادہ ہے۔[1]

صفاتِ مذمومہ اور محمودہ کا ترک:

باطن کی پاکی پر بات کرتے ہوئے شیخ منیری فرماتے ہیں کہ باطن کی پاکی کے لیے ضروری ہے کہ انسان پہلے مذمومات کی پہچان حاصل کرے اور ان سے نجات حاصل کرے، پھر صفاتِ محمودہ سے پاکی حاصل کرے۔ حاضرینِ مجلس میں سے کسی نے سوال کیا کہ مذمومات سے تو پاکی حاصل کی جا سکتی ہے لیکن محمودات سے پاکی کیسے حاصل کرے؟ فرمایا: صفاتِ محمودہ سے پاکی یہ ہے کہ اپنی نیکیوں کی طرف سے منہ پھیر لے، اپنے اچھے اور نیک کاموں کی قدر اپنی نگاہ میں نہ رہنے دے۔[2]

کہا گیا ہے کہ شیطان جب انسان کو راہِ راست پر دیکھتا ہے تو اس کے اندر اس کے عبادات، اس کے اچھے اعمال کا غرور پیدا کر دیتا ہے، انسان اپنے آپ کو نیک اور دوسروں کو گنہگار سمجھنے لگتا ہے۔ صوفیاء کی ایک روش یہ رہی ہے کہ انہوں نے کبھی خود کو بڑا نہیں مانا، ہمیشہ اپنے آپ کو حقیر جانا۔ اخلاقِ محمودہ سے پاکی اختیار کرنے سے مراد یہاں یہی ہے کہ انسان اپنے اچھے اعمال سے بھی لاتعلقی اختیار کر لے، اپنی اچھائی اور نیکی کا خیال دل میں نہ لے اور عاجزی اختیار کرے۔

قدوسیت کا مفہوم:

حاضرینِ مجلس میں سے کسی نے شیخ منیری سے سوال کیا کہ ایک جگہ لکھا ہے کہ انسان قدوسیت تک نہیں پہنچ سکتا۔ شیخ منیری نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: قدوسیت کا مطلب ہے بے عیب ہونا، اور یہ صفت صرف اللہ کی ہے کیونکہ مکمل پاکی صرف اس ذات کو حاصل ہے۔ فرمایا: راہِ سلوک پر چل کر انسان تمام عیبوں اور نقصان سے پاکی حاصل کرتا ہے جہاں تک ممکن ہو سکے، لیکن انسان عیبوں کا سرچشمہ ہے اور وہ اس سے خود کو مکمل طور پر نکال نہیں سکتا۔[3]

پیر کامل کی ضرورت:

شیخ منیری فرماتے ہیں کہ ظاہر اور باطن کی طہارت خود بخود حاصل نہیں ہو سکتی۔ انسان کو چاہیے کہ کسی ایسے پیر کامل کی صحبت اختیار کرے جو راہِ سلوک کا ماہر ہو، صاحب بصیرت ہو اور ایسا طبیب حاذق ہو جو تمام باطنی امراض سے واقف ہو اور علاج میں مہارت رکھتا ہو۔[4]

فرمایا: مرید بیچارہ کیسے جانے گا جب تک اسے پیر نہ بتائے؟ اپنے عیبوں پر نگاہ رکھنا اور علاج بہت مشکل ہے۔ جس طرح مریض ظاہری طور پر اپنا علاج خود نہیں کر سکتا، اسی طرح باطن کا علاج بھی خود نہیں کر سکتا۔ فرمایا: پیر کی موجودگی میں کتاب کی ضرورت نہیں، پیر کی موجودگی میں وہی مرید کے لیے کتاب ہے، اسی سے اپنی اصلاح کرے۔[5]

---

[1]۔ زین بدر عربی، معدن المعانی، ص:146-145

[2]۔ ایضاً، ص:147

[3]۔ زین بدر عربی، معدن المعانی، ص:149

[4]۔ ایضاً، ص:147

[5]۔ ایضاً، ص:149-148

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

انسان جب کسی اہلِ علم کی رہنمائی کے بغیر کچھ کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس صورت میں اس کے بھٹکنے کا اندیشہ بہت زیادہ ہوتا ہے، جبکہ انسان اگر کسی اہلِ علم کی صحبت اختیار کرتا ہے تو وہ اسے ہر لمحہ گمراہیوں سے بچاتا ہے اور سیدھے راستے کی طرف چلنے میں اس کی مدد کرتا ہے۔ اسی طرح سلوک کی راہ میں بغیر کسی پیر کی رہنمائی کے قدم بڑھانا خطرناک ہے۔ لوگ کم علمی کی وجہ سے ہدایت کی بجائے گمراہی کی طرف چلے جاتے ہیں۔ اس لیے شیخ منیری اس بات پر زور دیتے ہیں کہ سلوک کی راہ میں بغیر کسی مرشد کے قدم نہ رکھا جائے، بلکہ آدمی کسی مرشد کی رہنمائی میں اس سفر کو طے کرے اور کامیابی سے ہم کنار ہو۔

نتائج بحث

اس مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ کے نزدیک انسان کی اصل جدوجہد اس کے نفس کے ساتھ ہے، کیونکہ نفس ہی تمام برائیوں، خواہشات اور فریب کا مرکز ہے۔ نفسِ امارہ کی مخالفت، نفسِ لوامہ کی بیداری اور نفسِ مطمئنہ کا حصول ہی روحانی کامیابی کا راستہ ہے۔ یہ سفر تزکیۂ نفس، ریاضت، مجاہدہ اور عاجزی کے بغیر ممکن نہیں، تاہم اس میں شریعت کی حدود اور اعتدال کو ملحوظ رکھنا لازم ہے۔

اسی طرح اسلام میں طہارت کا تصور صرف ظاہری صفائی تک محدود نہیں بلکہ باطنی پاکیزگی بھی اس کا بنیادی جز ہے۔ ظاہری اعمال کی درستگی کے ساتھ دل کی اصلاح ضروری ہے، مگر دل کی عدمِ صفائی کو بنیاد بنا کر فرائض کو ترک کرنا درست نہیں۔ آخر کار، شیخ منیریؒ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ نفس کی اصلاح اور سلوک کی راہ کسی پیرِ کامل اور اہلِ علم مرشد کی رہنمائی کے بغیر طے نہیں ہو سکتی۔ یہی رہنمائی انسان کو گمراہی سے بچا کر قربِ الٰہی اور روحانی سکون تک پہنچاتی ہے۔